مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

سودی نظام قدیم اور فرسودہ، غیر سودی نظام جدید ہے
کافر حکومتوں کے ساتھ سودی لین دین کی اِجازت ہے
قرض دینے کا اَجر، ''حسنِ خاتمہ'' وجود سے بڑی نعمت ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 77 سائیڈ A,B 18 - 10 - 1987)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حدیث شریف میں یہ بیان ہو رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے سات ایسی چیزیں ہیں کہ جو ہلاک کر دیتی ہیں اُن سے بچو اَلسَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا ھُنَّ اِنہوں نے عرض کہ وہ کیا ہیں اے رسول اللہ ﷺ ۔آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اَلشِّرْکُ بِاللّٰہِ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا۔ وَالسِّحْرُ اور جادو۔ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ اور ایسے آدمی کو قتل کرنا کہ جس کا قتل جائز نہیں اللہ نے حرام قرار دیا ہے، یہ کام ایسے ہیں کہ اِنسان کے لیے ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں مطلب یہ کہ آخرت برباد ہو جاتی ہے۔

اور بعض برے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے بعد اُس اِنسان سے معاذ اللہ نیکی کی توفیق سلب

ہو جاتی ہے برائی کی طرف چل پڑتا ہے اور اِسی میں مر جاتا ہے اور خاتمہ کی خرابی وہ سب سے بُری چیز ہے سب سے زیادہ خطرناک چیز ہے اور خاتمہ کی اچھائی سب سے بڑی نعمت ہے اِنسان کی پیدائش سے بھی بڑی نعمت اچھا خاتمہ ہے۔ پیدائش بھی نعمت ہے خدا نے وجود بخشا لیکن اِس سے بھی بڑی نعمت ہے ''حسنِ خاتمہ'' کہ خاتمہ ٹھیک ہو صحیح ہو اچھا ہو، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اور ہم سب کو جب کسی کا وقت آئے حسنِ خاتمہ عطا فرمائے۔

تو یہ چیزیں وہ ہیں کہ جن کا اَنجام یہ ہوتا ہے کہ تباہی کی طرف چل پڑتا ہے یا یہ ایسا بڑا گناہ ہے کہ اِس کے بعد نتیجۃً خود بخود طبیعت مسخ ہو جاتی ہے چاہے کوئی سمجھائے کوئی کچھ کہہ لے مگر اُس کے سمجھ میں ہی نہیں آتی بات۔

اِرشاد فرمایا کہ اَکْلُ الرِّبٰو [1] سود کھانا یہ بھی ایسی ہی چیز ہے کہ حق تعالیٰ سے اِستغفار کر لے توفیق ہو جائے تو الگ بات ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو برا لگ جائے اور اِستغفار اور توبہ کی توفیق بھی سلب ہو جائے تو پھر کیا ہوگا ؟ پھر تو مُہلِکات میں ہی ہے یہ۔

سود خور کا مزاج :

اور سود جو ہے وہ دونوں طرح تباہ کن ہے۔

ایک اِس اِنسان کے لیے جو کھا رہا ہے اور پوری قوم کے لیے جو کھا رہی ہے۔

جو سود خور ہوتا ہے اُس کا لالچ تو بڑھتا ہی ہے اُس میں خاص طور پر بے رحمی بڑھ جاتی ہے اور بے رحمی بہت بری چیز ہے وَمَنْ لَّا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ [2] جو دُوسروں کے ساتھ رحمت کا معاملہ نہ کرے گا اُس کے ساتھ خدا کے یہاں بھی رحمت کا معاملہ نہیں ہوگا۔ اور اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ [3] تم اُن لوگوں پر رحم کرو ترس کھاؤ جو زمین میں ہیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے اُوپر رحم فرمائے گا اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یہ مختلف جملے ہیں مختلف حدیثوں میں آگئے ہیں ذیل میں۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۲

[2] مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۱۲۱۲۴ [3] سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۹۲۴

رسول اللہ ﷺ کی رحمت تو بہت زیادہ تھی ایک صحابی جانوروں کو پکڑ لائے تھے اُن کے پیچھے پیچھے وہ چڑیا بھی آگئی کیونکہ وہ بچے لے آئے تھے چڑیا کے، رسول اللہ ﷺ نے وہ واپس کرا دیا کہ اِسے وہیں گھونسلے میں چھوڑ کر آؤ اِن بچوں کو تاکہ یہ جائے تو اَب یہ رسول اللہ ﷺ کے رحمت للعالمین ہونے کی بات ہے کہ سب کے لیے آپ کے قلبِ مبارک میں رحمت اور شفقت تھی تو وہ ختم ہوتی چلی جاتی ہے۔

سود خور کی خواہش :

اور سود خور چاہتا ہے کہ یہ آدمی جس نے مجھ سے روپے لیے ہیں یہ برباد ہی رہے اور میرے پیسے دینے ہی نہ پائے تاکہ مجھے اپنے پیسوں کا سود برابر ملتا رہے اور پھر سود دَر سود کا معاملہ چل پڑتا ہے وہ بھی اِسی طرح تباہ کن ہے تو ''سود دَر سود'' ہو یا ''سود'' ہو بات وہی ہے۔ اچھا جب مزاج آدمی کا مسخ ہوجاتا ہے اور بے رحمی آجاتی ہے تو بے رحمی ایسی چیز ہے کہ دُوسرے کی عزت بھی پھر نہیں کرتا ہوتا۔

اِنسانی حقوق مسلم ہو یا کافر :

تو اِنسان کی اِنسانیت کی جو عظمت ہے وہ اُس کے ذہن سے مٹ جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ اِنسان کو ہم نے قابلِ اِکرام بنادیا ہے تو تمام اِنسان اُس میں شامل ہیں اُس میں یہ نہیں ہے کہ غیر مسلم شامل نہیں ہیں غیر مسلم بھی ہیں۔

مثال کے طور پر ایک مسئلہ آتا ہے کہ اِنسان کے بالوں سے رسی بٹی جاسکتی ہے یا نہیں ؟ تو اِمامِ اَعظم رحمۃ اللہ علیہ اِسے منع کرتے ہیں، وہ یہ نہیں فرماتے کہ مسلمان کے بالوں سے نہ بٹی جائے کافر کے بالوں سے بٹ لی جائے یہ نہیں ہے اِس میں کیونکہ اِنسان قابلِ اِکرام ہے فرض کریں کہ جس کے بال آپ نے رکھے تھے وہ مرا بھی کافر ہی ہے پھر بھی اِس طرح کا معاملہ نہیں کیا جاسکتا۔

اور اِسی طرح سے مثلاً لاشوں کو کھلا چھوڑ دینا ، لاشوں کو بد حال بنانا ، ناک کان کاٹ لینا تمام چیزیں اِسلام نے منسوخ کردیں لاشوں کو اِسی طرح پڑا چھوڑ دیا جائے کہ چیل کوے کھاتے رہیں

یہ نہیں ہوسکتا۔

معرکہ طائف اور بے حیا عورت :

طائف پر جب حملہ ہوا ہے تو منجنیق اِستعمال فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے، منجنیق یعنی (پتھر کا گولا) پھینکنے کی ایک چیز ایک آلہ اِیجاد کیا تھا وہ اِستعمال فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ایک واقعہ اِسی طرح کا آیا ہے کتاب الجہاد میں کہ وہاں طائف میں ایک عورت ننگی کھڑی ہوگئی اُوپر جو قلعہ تھا اُن کا اور بڑی بے شرمی سے اُس نے کہا خطاب کیا تو لوگوں نے کہا .... مارو اِسے، اُس کو تیر مارا اور لگا اور وہ مری اور گر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اِس کو یعنی قبر تو ویسے نہیں بنائی جاتی جیسے مسلمان کے اِکرام کے ساتھ تو نہیں دفن کیا جاتا لیکن دفن ہی کرنے کا حکم فرمایا اُسے اور ایسی بے شرم عورتیں بھی تھیں پہلے بھی تھیں اور اَب بھی ہوتی ہیں تو اُس نے یہ حرکت کی اور تھی کافر، ماری بھی گئی کافر مگر آپ نے لاش کو بند کرنے کا حکم فرمادیا، اہلِ بدر میں بڑے بڑے لوگ مارے گئے مگر اُن سب کو ڈھانپ دیا گیا اِعزاز کے ساتھ تو نہیں مگر ڈھانپا ضرور گیا تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات جو ہیں اُن میں تو حیا ہے، شرم ہے، اِکرام ہے اور یہ جو سود خور ہوتا ہے یہ اِکرام جانتا ہی نہیں، کسی کا بھی اِکرام نہیں کرتا۔

تاریخی حقیقت ''غیر سودی'' جدید نظام ہے، ''سودی'' فرسودہ نظام ہے :

آپ غور کریں ویسے بھی بہت ہی بڑی غلطی ہے عام لوگوں کی کہ یہ سمجھتے ہیں کہ سودی نظام ترقی یافتہ نظام ہے اور غیر سودی نظام جو تھا وہ پرانا تھا، یہ بات غلط ہے بلکہ سودی نظام پرانا تھا اور غیر سودی نظام رسول اللہ ﷺ نے رائج فرمایا ہے۔ مدینہ منورہ میں سود ہی کھاتے تھے وہ یہودی لوگ ﴿ اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ﴾ حرام خوب کھاتے ہیں، رِشوت کھاتے تھے سود کھاتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ ذہن سخت ہوگیا۔

''سود خور'' کا اپنے بھائی کے ساتھ سلوک :

ایک صحابی ہیں اُنہوں نے ایک یہودی کو مارا تھا اور وہ اُس کے رضاعی بھائی تھے اُس کے ہاں

گئے تھے کہ ہمیں کچھ پیسے چاہییں ہمیں کچھ اَناج چاہیے اُس نے کہا کہ اَناج تو میں دے دُوں گا لیکن تم گروی رکھو میرے پاس، کیا گروی رکھیں ؟ کہنے لگا عورتیں گروی رکھوا اپنی ! یہ اِنتہا درجے کی بے غیرتی کی بات ہے کہنے والے کی بھی اور جس آدمی سے یہ بات کہی جائے اُس کی اِنتہائی درجہ کی توہین ہے تذلیل ہے تحقیر ہے جو کچھ لفظ بول لیں آپ اِنتہا درجے کا کہ عورتیں گروی رکھ دیں آپ میرے پاس، یہ کوئی گائے بھینس ہے کہ جسے گروی رکھ لیں، یہ اُس کا ذہن تھا اپنا۔ اِس کے بعد اُنہوں نے کہا کہ یہ تو نہیں ہوسکتا اور اُس کی تعریف کی کہ آپ تو بہت خوبصورت ہیں اور یوں ہیں اور یوں ہیں حالانکہ اُس کے رضاعی بھائی ہیں اُس سے بات ہو رہی ہے گویا رحم اور شفقت اور برابری تو بالکل ذہن سے مٹ ہی گئی، ترس کھانا تو کسی پہ ہے ہی نہیں وہ چاہے بھائی ہی ہو، اُنہوں نے کہا کہ یہ تو نہیں ہوسکتا تو اُس نے کہا کہ اچھا تو اپنے بچوں کو گروی رکھ دو میرے پاس ! تو عورتیں نہیں ہیں چلو بچے تو ہو سکتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ بھی مشکل ہے جب بڑے ہوں گے بچے تو لوگ طعنہ دیا کریں گے کہ تو تو وہ ہے جسے تیرے باپ نے گروی رکھ دیا تھا تو یہ تو بڑے طعنہ کی بات ہے عار ہے اَب اُنہوں نے خود ہی تجویز پیش کی کہ ایسے ہے کہ ہم ہتھیار رکھ سکتے ہیں تمہارے پاس گروی، ہتھیار رکھ لیں یہ ہوسکتا ہے وہ اُس نے مان لی بڑی مہربانی کی۔

میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر اُس سے پوچھا جائے اور اُس کی طبیعت اور مزاج جو اُس کا تھا وہ دیکھا جائے تو وہ تو بدترین تھا نا، اُس نے اپنی طبیعت سے جو دو باتیں کہی ہیں دونوں کی دونوں بڑی بدترین تھیں بڑی توہین آمیز، بڑی تذلیل والی باتیں یہ اُس کا اپنا جو تھا ظرف یا اپنی سوچ جو تھی وہ یہ تھی..............مگر اِسلام نے سود بالکل ختم کر دیا۔

سودخوروں کی بے وزن دلیل اور اُس کا جواب :

وہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآنِ پاک میں آیا ہے کہ ﴿لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً﴾ سود جو ہے وہ ڈبل دَر ڈبل نہ کھاؤ اور اِس کا مطلب یہ ہے کہ ڈبل سود کھالو، بس ڈبل دَر ڈبل، سود دَر سود نہ ہو

لیکن یہ سب قرآنِ پاک کو اِسلام کو مسخ کرنا ہے۔

کیونکہ قرآنِ پاک میں آیا ہے ﴿اِتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا﴾ اللہ سے ڈرواور جو کچھ بچا ہے سود وہ چھوڑ دو ﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ اگر تم مومن ہو، تو کیونکہ ہر اِنسان یہ سمجھتا تھا سود والا کہ سود کی جو رقم ہوئی ہے وہ ہوگئی میری، اَب وصول کرنی باقی ہے ﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا﴾ اگر تم (ہمارے) اِس کہنے پر نہیں چلو گے تو پھر اللہ اور رسول کی طرف سے جنگ ہے ﴿فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ یہ سزا جو ہے اِتنے سخت کلمات کسی اور جرم کے بارے میں نہیں ہیں جتنے سود کے بارے میں ہیں اور پھر آتا ہے ﴿فَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ﴾ اگر تم توبہ کرلو گے تو جو تمہارا مال ہے بس وہ تمہارا حق ہے گویا سود یا سود دَر سود دونوں ختم ﴿رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ﴾ رأس المال جیسے رأس، رأس یہاں بھی بولتے ہیں وہ جو عربی والا ''رأس'' ہے وہاں سے چلا ہے یہ لفظ اور ﴿لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ﴾ نہ تم زیادتی کرو ظلم کرو کسی پر، نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

سود کے بجائے قرض اور اَٹھارہ گنا ثواب :

اِس کے بجائے قرض بتادیا شریعت نے کہ قرض دے سکتے ہیں اَب قرض دینے کے بعد آدمی کو بہت ہی تکلیف ہوتی ہے قرض تو دے دیا اور خود کو ضرورت پڑگئی پھر ؟ پھر وہ تقاضا کرتا ہے یا قرض خواہ نے قرض لے لیا اور اَب دے نہیں سکتا آج وعدہ کیا، کل کا کیا، پھر کیا اگلے مہینے کا، پھر تین مہینے کا، پھر گئے پھر نہیں، پھر گئے پھر نہیں تو بہت تکلیف ہوتی ہے تو اُس پر ثواب رکھ دیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے قرض کی فضیلت میں کہ اِس پر اَٹھارہ گنا ثواب ہے۔ اگر آپ وہ پیسے کسی کو ویسے ہدیۃً دے دیں اِمداد میں دے دیں تو بھی ثواب ہے جس نیت سے دے دیں ثواب ہے اُس میں لیکن قرض دو گے تو یہ اَٹھارہ گنا ہے، تو یہ اَٹھارہ گنا ہونے کی وجہ کیا ہے ؟ وجہ سمجھ میں آتی ہے کیونکہ اِنسان کو قرض دینے کے بعد ایسا بھی ہوتا ہے کہ وقت پر وصول ہو جائے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ دیر لگ جائے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ بہت ہی مشکل ہو جائے وصول ہونا

اِن تمام حالات میں جو اُسے تکلیف پہنچ رہی ہے وہ تکلیف باعثِ اَجر ہو رہی ہے اُس کو اَجر مل رہا ہے بشرطیکہ اُس سے اُس کا بدل اور نفع نہ چاہے (نرمی اور صبر سے کام لے)۔ اگر وہاں گیا ہے پیسے لینے قرض لینے پھر وہ مل گیا ہے تو اَب اُس سے یہ چاہتا ہے کہ مجھے ذرا تکلف سے بٹھائے پہلے بوتل پلائے پھر ناشتہ کرائے یا کھانا کھلائے پھر چائے پلائے کچھ اِس طرح کی خواہشات ہیں اُس کی یا وہاں گیا ہے تو اُس سے کہتا ہے کہ بھئی دو چار دِن کا میرا کام ہے وہ آکر کر جاؤ تم، مثلاً مزدور ہے راج ہے یا معمار ہے یا دَستکار ہے کوئی، یہ کیا ہے یہ سب سود ہے۔

قرض دینے کے بعد اِمامِ اَعظمؒ کی اِحتیاط :

بلکہ اِمامِ اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ عمل ہے کہ اُن کا قرض تھا کسی کے پاس وہاں تشریف لے گئے قرض وصول کرنے کے لیے تو گرمی تھی دھوپ تھی تو اُس کے مکان کے سائے میں نہیں کھڑے ہوئے ہٹ کر کھڑے ہوئے حالانکہ وہ اُس نفع میں داخل ہی نہیں ہے، نفع جو منع ہے وہ تو وہ ہے جو اُس آدمی سے لیا جائے یا اُس روپیہ کی وجہ سے لیا جائے یہ وہ نفع ہی نہیں ہے جو روپے کی وجہ سے لیا جائے یہ تو جو بھی جائے گا وہاں یہی ہوگا تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اِحتیاط کرتے تھے اِتنی زیادہ کہ پانی بھی نہیں پیتے ہوں گے جب تک وہ مقروض ہے اِس خدشہ سے کہ کہیں یہ ''ربوا'' میں نہ داخل ہو جائے سود میں نہ داخل ہو جائے تو اِسلام نے تو بالکل جڑ کاٹ دی۔

نبی علیہ السلام کے ہاتھوں فرسودہ نظام کا خاتمہ اور جدید مالیاتی نظام کی بنیاد :

تو ترقی یافتہ چیز جو ہے وہ یہ ہے کہ سود نہ ہو اور سود کا ہونا یہ تو پرانی بات ہے یہودیوں کی اِیجاد ہے یہ، جو اَب تک یورپ اور دُوسرے ممالک میں دین پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے رائج رہی ہے۔

کفار کے ساتھ سودی معاملات :

اور اِسلام نے یہ اِجازت دی ہے کہ اُمورِ مملکت اور تجارتی معاملات جو غیر مسلموں سے ہوتے ہیں غیر مسلم حکومتوں سے ہوتے ہیں اُن میں سود لینا بھی جائز ہے دینا بھی جائز ہے کیونکہ وہ

مانتے ہی نہیں اور یہ ناممکن ہے کہ حکومت بھی ہو اور دُوسری جگہ اُس سے کوئی کام بھی نہ پڑے ایک حکومت ہو اور دُوسری حکومت سے کوئی واسطہ ہی نہ ہو، یہ تجارتیں چلتی تھیں، عرب میں پہلے سے تھیں ﴿رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ﴾ جو تھی، وہ تھی ہی تھی اور وہ رہی ہے اِبتدائے اِسلام میں بھی رہی ہے اور بعد میں بھی رہی ہے حتی کہ اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی جب باقاعدہ جہاد شروع ہوا ہے تو اُس دَور میں وہ ختم ہوگئی ورنہ تجارت غیر مسلموں سے رہی ہے جاری، ہاں دارُالاسلام میں جو غیر مسلم رہتا ہے یہاں پاکستان میں اُس سے سودی لین دین آپ کریں اِس کی اِجازت نہیں، غیر مسلم حکومت کوئی ہو یا حکمراں ہو اُس سے معاملہ ہو تو اِجازت ہے اُس میں بھی اِحتیاط یہ ہے کہ وہ معاملہ یہاں نہ ہو وہاں ہو، جہاں دارُالکفر ہے جہاں دارُالحرب ہے۔

آقائے نامدار ﷺ نے یہ (سود کا فرسودہ نظام) بالکل ختم کر دیا ﴿اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ﴾ بس اپنا رأس المال لے لو جو تم نے دیا تھا اُس کو اور قرض کی اِجازت دی، قرض درست ہے اَمانت رکھی جا سکتی ہے درست ہے اور قرض پر جو تکلیف پہنچتی ہے اُس پر ثواب بھی ہے۔

آقائے نامدار ﷺ نے جب مکہ فتح ہوگیا اور بعد میں حج ہوا ہے تو اُس موقع پر اِعلان فرمایا تھا کئی چیزوں کا، ایک میں پہلے بتا چکا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان کا ایک بچہ تھا اُس کو قتل کر دیا گیا تھا تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ اَلَا اِنَّ دِمَاءَ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ زمانۂ جاہلیت کے جو خون ہیں وہ ختم ہیں اَب اِسلام میں وہ (جاہلیت والی چیزیں) دوبارہ زندہ نہ کرو جو کسی نے کسی کو مارا ہے تو اَب اُس کا بدلہ نہ لو ورنہ قبائل لڑتے ہی رہتے، بالکل ختم کر دیا اور فرمایا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ کہ دوبارہ وہ کفر والے کام نہ کرنا کہ ایک دُوسرے کی جان لینے لگو ایک دُوسرے کی گردن مارنے لگو تو ایک یہ کیا اور دُوسرے فرمایا کہ اِسلام میں "ربوا" کوئی نہیں لَا رِبٰوا فِی الْاِسْلَامِ یہ تعلیم دی، اِس طرح کے جو بھی کلمات تھے یہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائے پھر (سود کے معاملہ میں) اپنے اُوپر سب سے پہلے عمل کر کے دِکھایا تو گویا صحیح طریقہ جو ہے ہدایت پھیلانے کا وہ ہے ہی یہ کہ جو سب سے بڑا ہے یا حکمران ہے یا بااِختیار ہے وہ عمل کرے اگر وہ عمل کرتا ہے تو نیچے تک

خود بخود عمل چل پڑتا ہے اور اگر وہ عمل نہ کرے تو پھر دُوسروں سے کہتا رہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ فلسفہ ہے یا وعظ ہے حقیقت کچھ نہیں ہے یہ خود کیا کرتا ہے، جو یہ کرتا ہے وہی سب کرتے ہیں۔ تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک خون اور معاف کیا کہ وہ ختم ہے میں اُس کا بدلہ نہیں لوں گا ہمارے خاندان کا کوئی آدمی اُس کا بدلہ نہیں لے گا۔

اور دُوسرے یہ کہ جو ''سود'' میرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا جن لوگوں کی طرف ہے وہ سب معاف ہے، یہ اِعلان فرمایا گویا خود عمل کیا سب سے پہلے تو اَب کسی کو بھی گراں نہیں گزرتی بات سب کے سب پھر وہ عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ جو حاکمِ اعلیٰ کر رہا ہے، اگر حاکمِ اعلیٰ اِیثار کرے گا وہی سب میں آتی چلی جائے گی تو رسول اللہ ﷺ اِیثار کرتے تھے اپنے آپ پر دُوسرے کو ترجیح دیتے تھے تو یہ تعلیم ہی نہیں دی فلسفہ ہی نہیں سکھایا بلکہ کیا بھی ہے اِسی طرح سے، تو پھر سب صحابہ کرام میں وہی چیز..........اور اِتنا اِیثار کرنے لگے صحابہ کہ قرآنِ پاک میں تعریف آگئی ﴿ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ چاہے خود شدید ضرورت ہو پھر بھی دُوسرے کو اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں۔

تو سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہاں فرمایا کہ اَكْلُ الرِّبٰوا یہ جو سود کھانا ہے یہ بھی مُہلکات میں ہے اِنسان کی طبیعت مسخ ہو جاتی ہے اور پھر جب مسخ ہو جائے تو گناہ کی طرف چل پڑتا ہے نیکی سے دُور ہی ہوتا چلا جاتا ہے اور تباہی میں گر جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح راہ پر قائم رکھے اَعمالِ صالحہ کی توفیق دے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا..................